جناب مولانا محمد یحییٰ صاحب گوندلوی اثری

حدیث اور تاریخ میں فرق

یہ مقالہ مجلس علماء اہلحدیث گوجرانوالہ کے ماہانہ علمی اجلاس میں پڑھا گیا

حدیث کو تاریخ کا مقام دینے کا مطلب حدیث کی تشریعی اہمیت کا انکار ہے انکار حدیث کے سلسلہ میں منکرین حدیث نے مختلف زاویے اختیار کیئے ان میں حدیث نبوی علیہ التحیۃ والسلام کی شرعی حیثیت کا انکار ایک بڑا زاویہ اور سبب ہے۔

ہندوستان میں انکار حدیث

قبل اس کے کہ حدیث اور تاریخ کے فرق کو بیان کیا جائے انکار حدیث کے بعض اسباب اور اس کے جراثیم کو آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں تاکہ منکرین کا سلسلہ انکار ایک دوسرے سے ملتا جائے۔

ہندوستان میں عہد تبع تابعین کے بعد جو اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں ان تمام میں فقہ حنفی کو عروج حاصل رہا۔ اگرچہ بعض جگہوں پر عاملین بالحدیث بھی موجود تھے لیکن یہاں کے اکثر مسلمان حنفی مذہب کے پیروکار رہے۔ فقہ حنفی کی وجہ سے یہاں عمل بالحدیث کی رفتار میں انتہائی کاہلی اور سستی رہی بلکہ حدیث پر عمل کرنے کے تمام راستے بند کرنے کی کوشش کی گئی۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) شیخ نظام الدین اولیاء کی اس وقت کے حنفی علماء سے کسی مسئلہ پر بحث ہو گئی شیخ نظام الدین نے اپنے مدعا میں ایک حدیث پیش کی تو وہ علماء کہنے لگے تو مقلد ہے امام ابوحنیفہ کا قول پیش کر تو حدیث کیوں پیش کرتا ہے شیخ فرماتے ہیں کہ جب میں کوئی حدیث پیش کرتا تھا تو علماء بڑی جرأت اور بےباکی سے کہہ دیتے کہ اس ملک میں حدیث پر فقہی روایت مقدم سمجھی جاتی ہے اور کبھی یہ کہتے کہ اس حدیث میں امام شافعی نے استدلال کیا ہے اور وہ ہمارے مخالف ہیں اس لئے ہم اس حدیث کو قبول نہیں کرتے (تاریخ علماء ہند ص۱۲۳ مختصراً)

(۲) علامہ نصیرالدین گیارہویں صدی کے اہلحدیث عالم تھے۔ آپ حدیث کو قیاس مجتہد پر ترجیح دیتے تھے ایک دن ایسا ہوا کہ مولانا علم اللہ (جو آپ کے سسر تھے) سے کسی بات میں بحث ہوگئی۔ مولوی علم اللہ نے امام کا قول پیش کیا تو آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا ھو رجل و انا رجل (یعنی قول کوئی حجت شئی نہیں) ہمارے لئے حجت حدیث رسول ہے۔ قول امام نہیں کیونکہ امام کے قول میں خطأ کا امکان موجود ہے بس یہ بات کرنا تھی کہ علم اللہ طیش میں آگئے اور تلوار سونت لی۔ آپ نے بھاگ کر جان بچا لی۔ اور مولوی علم اللہ نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ اور حکم دیا کہ قاضی صاحب کو جلا دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی دیگر علماء سے فتویٰ طلب کیا سوائے دو علماء کے باقی تمام نے اس فتویٰ کی تصویب اور تصدیق کی۔ (مختصراً فقہائے ہند ص ۳۸۴/۴)

(۳) اسی طرح مولانا محمود الحسن دیوبندی ایک مسئلہ میں شافعی مسلک کو حق سمجھتے ہوئے بھی اپنے حنفی مذہب کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ صاف صاف فرماتے ہیں
رجح مولانا شاہ ولی اللہ المحدث دھلوی قدس سرہ فی رسالۃ مذھب الشافعی من جھۃ الاحادیث والنصوص وکذلک قال شیخنا مدظلہ العالی بترجیح مذھبہ و قال الحق والانصاف ان الترجیح للشافعی فی ھذہ المسئلۃ ونحن مقلدون یجب علینا تقلید امامنا ابی حنیفۃ (تقریر ترمذی ص ۳۶)
مسئلہ خیار بیع میں دلائل اور احادیث کی وجہ سے امام شافعی کا مسلک درست ہے لیکن ہم مقلد ہیں اور ہم پر ابو حنیفہ کی تقلید واجب ہے اس لئے ہم اس کو قبول نہیں کرتے ------ یہ ایک معمولی سی سرگذشت ہے جو آپ کے سامنے رکھی گئی ہے کہ فقہ حنفی کی آڑ میں ہندوستان میں انکار حدیث کا ایک متصل دروازہ کھولا گیا اور یہی انکار کبھی کسی صورت میں ظاہر ہوتا کبھی کسی صورت میں تا آنکہ چودھویں صدی میں اسلم جیراجپوری اور اس کے متبعین پیدا ہوتے ہیں تو انھوں نے انکار حدیث کے کام کو تیزی سے آگے بڑھایا۔

ابتدائے اسلام سے لے کر تقریباً تیرہ صدیاں بیتنے تک کسی کو یہ خیال پیدا نہ ہوا کہ شرعی حیثیت کے بجائے حدیث کا صرف ایک تاریخ جیسا مقام ہے۔ ہاں اگر یہ خیال پیدا ہوا تو ہندوستان کے سب سے بڑے منکر حدیث اسلم جیراجپوری کو ہوا

چنانچہ وہ کہتے ہیں۔

حدیثیں یعنی وہ اقوال و احوال وغیرہ۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ اور بسلسلہ روایت کتابوں میں مدون کئے گئے ہیں ان کے متعلق ابتداء ہی میں بحث شروع ہوئی کہ انکی حیثیت دین نہیں بلکہ تاریخی ہے۔ جس کی بناء اس پر تھی کہ انکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غیر یقینی ہے۔ کیونکہ خبروں کی یہ کیفیت ہے کہ وہ صبح سے شام تک تبدیل ہو کر کچھ سے کچھ ہو جایا کرتی ہے اور جتنے بڑے آدمی کی خبر بیان کی جاتی ہے اتنا ہی اس میں تغیر و تبدل کا امکان زیادہ ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں سب سے بڑے آدمی تھے (علم حدیث ص۱)

جیراجپوری کا یہ دعویٰ کہ ابتداء ہی میں یہ بحث شروع ہو چکی تھی کہ احادیث کی حیثیت شرعی نہیں بلکہ تاریخی ہے۔ بلا دلیل ہے متقدمین اور جامعین حدیث کی کتابوں میں کہیں اس دعوے کا سراغ نہیں ملتا اور نہ ہی کسی محدث نے احادیث کو اس نظریہ کی بناء پر جمع کیا ہو کہ وہ ان کو محض تاریخ سمجھتا ہے۔ نہیں ہرگز بلکہ یہ نظریہ زمانہ رسالت سے لے کر تیرہ صدیاں تک مولود نہیں ہوا۔ اتنا کثیر عرصہ گزرنے کے بعد یہ نظریہ ہندوستان میں پیدا ہوا اور اس کی پرورش پاکستان میں ہونے لگی۔ جیراجپوری کے خلف غلام احمد نے اس کی آبیاری کی اور یہ نظریہ جدت پسند احباب میں نشو و نما پاتا چلا گیا۔ (غلام احمد لکھتا ہے۔

حدیث کی حیثیت دین کی تاریخ ہے (مقام حدیث ص۱۹)

جیراجپوری کا یہ بھی فرمودہ حقیقت سے مطابقت نہیں رکھتا کہ انکی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غیر یقینی ہے۔ حدیث کے سلسلہ سند نے موصوف کے اس دعویٰ کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔ ہر ایک حدیث کی سند موجود ہے جس سے ہر ذی فہم اور علم حدیث سے وابستہ شخص حدیث کے متعلق یقین کامل حاصل کر سکتا ہے

جیراجپوری کا یہ فرمانا کہ بات شام سے صبح تک تبدیل ہو جاتی ہے، حدیث اور اصول سے ناآشنائی کا نتیجہ ہے۔ احادیث کو عام خبروں کے معیار پر پرکھنا جہالت کے سوا اور کچھ نہیں۔ آپ احادیث کی مختلف کتابیں اٹھا کر دیکھیے وہاں آپ کو ایسی روایات ملیں گی جو تمام کتابوں میں بغیر کسی تبدیلی کے درج ہیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر

کی رفع یدین والی روایت تقریباً حدیث کی ہر کتاب میں موجود ہے جن کی سندیں مختلف ہونگی لیکن اصل روایت میں کوئی فرق نہیں نظر آئے گا۔ صحیفہ ابن ہمام جو حضرت ابوہریرہ کی ذاتی نوشتہ روایات کا مجموعہ ہے وہ مکمل صحیح مسلم و مسند احمد اور دیگر کتابوں میں بذریعہ سند درج ہے۔ آپ اس اصل صحیفہ کا جو طبع ہے کا موازنہ مسند احمد اور صحیح مسلم سے کر کے دیکھئے آپ کو کوئی فرق نظر نہیں آئے گا حالانکہ اصل صحیفہ کے مصنف اور امام احمد و مسلم کے درمیان تقریباً ڈیڑھ دو صدیاں حائل ہیں

حدیث کو تاریخ کا درجہ دینے سے اصل مدعا حدیث کے واجب العمل ہونے کی نفی ہے کیونکہ اس نظریہ کے موجدین نے خود اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ تاریخ یا اخبار ہمارے لئے دین کی حیثیت نہیں رکھتیں۔ میرا جی چاہے ایک واقعہ کو صحیح تسلیم کروں اور اگر اس کے خلاف میرے پاس دلائل ہوں تو یہ کہہ کر رد کر دوں کہ مجھے اس کی صحت پر شبہ ہے۔ مثلاً تاریخ میں لکھا ہو کہ فلاں بادشاہ نے فلاں مقام پر جھوٹ سے کام لیا۔ میں چاہوں تو اسے صحیح تسلیم کروں نہ چاہوں تو اسے مسترد کر دوں تو مجھ پر اس میں کوئی پابندی عاید ہوتی ہے نہ میرے ایمان پر کوئی اثر پڑتا ہے (مقام حدیث ص۶۳)

اس اقتباس سے یہ تو واضح ہو گیا کہ حدیث کو عام تاریخ جیسا مقام دیکر یہ بات صراحتاً کہہ دی کہ تاریخ پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ اور نہ ہی حدیث کو تسلیم کرنا جزو ایمان ہے پھر لکھتے ہیں۔ دین یقینی ہونا چاہیئے ظنی شیٔ (تاریخ) دین نہیں بن سکتی (مقام حدیث ص۶۴)

اوائل منکرین حدیث نے انکار کا سب سے بڑا ہتھیار ظن کو سمجھا۔ لیکن انھوں نے کبھی حدیث کو تاریخ کا مقام نہیں دیا۔ برصغیر کے منکرین حدیث اپنے دعووں میں ہمیشہ پریشان رہتے ہیں۔ کیونکہ انکی حدیث کے متعلق معلومات بہت سطحی قسم کی ہیں اس لئے یہ دعوے بھی بدلتے رہتے ہیں۔ اب ملاحظہ ہو پرویز صاحب لکھتے ہیں۔

"جو حدیثیں قرآن کریم کے مطابق نہ ہوں ان کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا خواہ اس کے راوی کتنے ہی ثقہ کیوں نہ قرار پائے ہوں جو احادیث اس طرح پرکھی جائیں ان کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں

کہ یہ ہمارے ہزار قابل اعتماد تاریخ دین ہے۔ (مقام حدیث ص)

راقم وثوق سے تو نہیں کہہ سکتا کہ قرآن کے ترازو میں احادیث کو پرکھنے اور پھر ان کو قرآن کریم کے خلاف قرار دینے کا اصول اس منکر حدیث نے کہاں سے مستعار لیا ہاں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ فقہ حنفی کے اصول لکھنے والوں نے اس اصول کی داغ بیل ڈالی۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ حدیث کی سند بھی صحیح ہو اور پھر وہ قرآن کریم کے خلاف ہو سبحانک هذا بهتان عظیم۔

لیکن آج تک نہ انکے اوائل کو کوئی صحیح حدیث قرآن کریم کے خلاف مل سکی نہ ان سے مستعار لینے والوں کو اپنا یہ اصول پختہ ہوتا نظر آیا۔

حدیث کیا ہے؟ ہر وہ بات جس کی نسبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو وہ حدیث ہے خواہ وہ قول ہو فعل ہو یا تقریر ہو۔ تقریر سے مراد ایسے امور جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ کرام نے کئے ہوں اور آپؐ نے ان سے منع نہ فرمایا ہو۔ (باقی آئندہ)

قارئین کرام کے نام!

جن قارئین کرام کا سالانہ زرِ تعاون ختم ہو چکا ہے۔ انہیں اس کی اطلاع دی گئی ہے۔ لہٰذا وہ زرِ تعاون ارسال کرنے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ اگر دو ہفتے تک زرِ تعاون موصول نہ ہوا تو انہیں پرچہ بذریعہ وی پی (مبلغ -/۳۰ روپے) بھیجا جائے گا۔ جس کا وصول کرنا ان کا دینی، اخلاقی اور جماعتی فریضہ ہوگا۔

نئے معاونین کرام منی آرڈر بھیجتے وقت اس کے نیچے (ن) کا نشان لگا دیا کریں۔ اس سے دفتری امور کی انجام دہی میں سہولت رہتی ہے۔ شکریہ!